سیرِ وسوانح

امام ابن ابی حاتمؒ اوران کی کتاب العلل

——————— ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر

نام ونسب اور ولادت

امام ابن ابی حاتمؒ کا نام ونسب امام ذہبیؒ نے یوں بیان کیا ہے:

''الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبدالرحمٰن بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن منذر التمیمی الحنظلی الرازی۔''

آپ کی ولادت ۲۴۰ھ/۸۵۴ء میں ہوئی۔[۱]

تعلیم وتربیت

آپ نے ابتدائی عمر ہی میں حصول علم کے لیے اپنے والد کی معیت میں سفر اختیار کیا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے ہی اپنے والد کے ساتھ ۲۰۰ھ میں کوچ کیا اور ذوالحلیفہ پہنچنے پر پہلی مرتبہ مجھے احتلام ہوا۔ اسی سال میں نے محمد بن ابی عبدالرحمٰن المقرئ سے سماع کیا۔[۲]

وہ مزید فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے فضل بن شاذان رازی سے قراءۃ القرآن کی تکمیل نہ کر لی اس وقت تک میرے والد نے مجھے کتابت حدیث میں مشغول نہ ہونے دیا۔[۳] خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمان بن ابی حاتم نے پہلا سفر ۲۶۰ھ میں اپنے والد کی معیت میں کیا، پھر حج کی سعادت حاصل کی اور ۲۶۲ھ میں محمد بن حماد سے سماع کا شرف حاصل کیا۔ پھر آپ نے ۲۶۲ھ میں ہی سواحل سمندر اور شام ومصر کی طرف کوچ کیا۔ بعد ازاں ۲۶۴ھ میں اصبہان کا سفر کیا اور معروف محدّث یونس بن حبیب سے شرف لِقاء

حاصل کیا۔۴ حصول علم کے لیے انھوں نے حجاز، عراق، عجم، مصر، شام، جزیرہ اور جبال کے اسفار کیے اور وہاں کے علماء کبار سے سماع کیا۔۵

اساتذہ اور تلامذہ

آپ نے اپنے والد گرامی ابوحاتم محمد بن ادریس کے علاوہ ابن وارہ، ابوزرعہ، حسن بن عرفہ، احمد بن سنان القطان، ابوسعید الاشج اور یونس بن عبدالاعلیٰ سے سماع کیا۔۶ علاوہ ازیں آپ کے اساتذہ میں علی بن منذر طریفی، محمد بن اسماعیل الاحمسی، حجاج بن الشاعر، محمد ابن حسان الازرق، محمد بن عبدالملک بن زنجویہ شامل ہیں۔۷ علامہ ذہبی نے کچھ اور اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابراہیم المزنی، ربیع بن سلیمان المؤذن، بحر بن نصر، سعدان بن نصر اور الرمادی قابل ذکر ہیں۔۸

جس طرح آپ کے اساتذہ میں بڑے بڑے محدثین گزرے ہیں، ایسے ہی آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے محدثین شامل ہیں۔ چند تلامذہ کے اسماء گرامی کا ذکر کیا جاتا ہے: حسین بن علی حسینک التمیمی، ابوالشیخ علی بن عبدالعزیز بن مدرک، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن اسد الفقیہ، ابوعلی حمد بن عبداللہ الاصبہانی، ابراہیم بن محمد نصرآبادی اور علی بن محمد القصار۔۹

علم و فضل

آپ مختلف علوم خصوصاً معرفۃ الرجال میں بحر بے کراں کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے اس فن میں اپنے والد گرامی اور ابوزرعہ کا علم اخذ کیا۔۱۰

حافظ ذہبی نے آپ کا تذکرہ 'الحافظ الثبت' کے الفاظ سے کیا ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے علوم الروایۃ اور معرفۃ الفن کی جمع و تدوین کی۔ اس کا ثبوت آپ کی مشہور کتابوں، جیسے کتاب الجرح والتعدیل، التفسیر الکبیر اور کتاب العلل سے ملتا ہے۔۱۱

زہد و عبادت

آپ کے زہد و عبادت کے بارے کتبِ سوانح میں بہت سی معلومات ملتی ہیں۔

ابو عبداللہ قزوینی فرماتے ہیں کہ جب تم ابن ابی حاتم کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑے ہو جاؤ تو خود کو ان کے سپرد کر دو، جیسے وہ چاہیں کریں۔۱۲

مزید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ابن ابی حاتم کے مرض الموت میں ان کے ہاں اندھیرے میں داخل ہوئے تو ہم نے انہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے طویل رکوع کیا۔۱۳

حسنین بن احمد صفار فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمان بن ابی حاتم سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ہمارے ہاں خوب مہنگائی ہوئی۔ ہمارے کسی ساتھی نے اصبہان سے غلہ بھیجا اور اسے بیچ کر مکان خریدنے کو کہا، تا کہ وہ آیا کرے تو وہاں قیام کیا کرے۔ میں نے وہ غلہ بیس ہزار میں فروخت کر دیا اور یہ رقم فقراء میں تقسیم کر دی۔ اور دوست کو لکھ دیا کہ میں نے تمہارے لئے جنت میں ایک محل خرید لیا ہے۔۱۴

آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ آپ نے نماز پڑھائی تو آپ کے مقتدین میں سے ایک شخص بولا: آپ نے تو خوب لمبی نماز پڑھائی ہے۔ میں نے آپ کے پیچھے ستّر دفعہ تسبیح پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے تو صرف تین تسبیحات پڑھی ہیں۔۱۵

وفات

ابن ابی حاتمؒ محرم ۳۲۷ھ میں اسّی سال سے زائد عمر پا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔۱۶

تالیفات

۱۔ **تفسیر القُرآن:** آپ کی تفسیر القرآن کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں عام طور پر آثارِ مسندہ ذکر کیے گئے ہیں۔۱۷

فؤاد سیزگین نے اس کے مخطوطات: قاہرہ، ایا صوفیہ اور ظاہریہ میں ہونے کی نشان دہی کی ہے۔۱۸

یہ تفسیر چار جلدوں میں شائع شدہ ہے۔

۲۔ **کتاب الردّ علی الجھمیة:** اس کے اقتباسات **الفتاوی الحمویة الکبریٰ لابنِ تیمیة** میں ملتے ہیں۔[۱۹]

حافظ ابن حجر ابن ابی حاتم کے تذکرہ میں فرماتے ہیں: ''**لَہ مصنف کبیر فی الردّ علی الجھمیة**''[۲۰] (جہمیہ کے رد میں ان کی ایک ضخیم تصنیف ہے)

اس تصنیف کا ذکر علامہ الکتانی اور امام ذہبی نے بھی کیا ہے۔[۲۱]

۳۔ **کتاب الجرح و التعدیل:** امام ذہبی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔[۲۲]

فؤاد سیزگین نے اس کے بہت سے مخطوطات کی نشان دہی کی ہے۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں حیدرآباد (دکن) سے شائع ہوئی ہے۔[۲۳]

۴۔ **کتاب المراسِل:** علامہ الکتانی اور خیرالدین الزرکلی نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۲۴]

اس کا مخطوطہ کوپریلی ۲/۴۰ (بحوالہ **فہرست معھد المخطوطات العربیة**) میں اور **السعیدیہ** حیدرآباد میں (نمبر ۳۵۲) موجود ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کا مخطوطہ ہے۔ یہ کتاب حیدرآباد سے ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں طبع ہوئی ہے۔[۲۵]

۵۔ **بیان خطأ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری فی تاریخہٖ:**

خیرالدین الزرکلی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔[۲۶] یہ کتاب پہلی دفعہ ۱۹۶۱ء میں حیدرآباد سے طبع ہوئی ہے۔ فؤاد سیزگین اس کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کا مخطوطہ سرائے سلطان احمد الثالث ۱۴/۶۲۴ (بحوالہ **فہرست معھد المخطوطات العربیة** ۲ (نمبر ۵۹۵) میں موجود ہے، جو ۲۵ اوراق پر مشتمل ہے، ۶۲۸ھ کا تحریر کردہ ہے۔ اسی مکتبہ میں ایک مخطوطہ بعنوان ''**تتمة بیان خطأ البخاری**......الخ بھی موجود ہے۔ یہ کتاب حیدرآباد (دکن) سے ۱۹۴۱ء میں طبع ہو چکی ہے۔[۲۷]

۶۔ **زھد الثمانیة من التابعین:** اس کتاب میں آٹھ تابعین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ وہ تابعین یہ ہیں: (۱) عامر بن عبداللہ (۲) اویس قرنی (۳) ہرم بن حیان

(۴) ربیع بن خثیم (۵) ابومسلم خولانی (٦) اسود بن یزید (۷) مسروق بن اَجدَعْ (۸) حسن بصری۔ اس کتاب کا چھٹی صدی ہجری کا مخطوطہ (بحوالہ ''العش ۲۷۷'') الظاھریة (مجموع ۱۱) میں موجود ہے۔[۲۸]

حافظ ذہبی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔[۲۹]

۷۔ حــدیــث: اس کتاب کا چھٹی صدی ہجری کا تحریر کردہ مخطوطہ الــظــاھــریة (مجموع ۸/۴۱) میں موجود ہے۔[۳۰]

۸۔ ''المُسْنَدْ'': اس کا ذکر الکتانی[۳۱] نے کیا ہے اور بقول ذہبی حافظ ابن مندہ نے اس کے ایک ہزار اجزاء بتائے ہیں۔[۳۲]

۹۔ کتابُ الکُنیٰ: اس کا ذکر حافظ ذہبی اور الکتانی نے کیا ہے۔[۳۳]

۱۰۔ اصـلُ السُـنَّة و اعتِقادُ الدین: یہ اصلاً ابن ابی حاتم سے اپنے والد گرامی ابوحاتم اور استاد ابوزرعہ الرازی سے کیے گئے سوالات اور ان حضرات کے جوابات پر مشتمل مجموعہ ہے۔ اس کا چھٹی صدی ہجری کا مخطوطہ دار الکتب الظاھریة مجموع ۱۱ میں موجود ہے۔[۳۴]

۱۱۔ کتابُ الفوائد الکبیر:

۱۲۔ فوائدُ اھلِ الرَّیِّ:

درج بالا دونوں کتابوں کا ذکر حافظ ذہبی نے کیا ہے۔[۳۵]

۱۳۔ آداب الشـافـعـی و مـناقبه: یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں مکتبہ احمدیہ حلب ٦٦۴ میں (بحوالہ فہرست مـعـهـد المخطوطات العربیة نمبر ۵٦۸) محفوظ ہے۔ ٦۵ ورق پر مشتمل ہے۔ شیخ عبدالغنی عبدالخالق نے ۱۹۵۳ء میں اسے القاہرہ سے شائع کیا ہے۔[۳٦]

۱۴۔ الـعـلـل: اس کا پورا نام عـلـل الـحـدیـث و بیـان مـا وقع من الخطأ و الـخلل فی بعض طرق الحدیث المرویة و فی السنن النبویة ہے۔[۳۷] فؤاد سیزگین نے فهـرست معهد المخطوطات العربیة ۱/۸۷ کے حوالہ سے مکتبہ فیض ۴۹۸، اورسرائے سلطان احمد الثالث ۵۳۱ میں اس کتاب کے مخطوطات کی موجودگی کی نشان دہی کی ہے۔ نیز القاهرة ثان ۱/۱۳۱ نمبر ۸۰۸ حدیث کے تحت اور تشستربیتی ۳۵۱٦ میں اس کے مخطوطات کا

پتا لگایا ہے نیز قاہرہ کے دار الکتب میں نمبر ۱۹۴۸۳ ب کے تحت بحوالہ القاہرہ، ملحق ۲/۷/ ۱۳۷۱ اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب قاہرہ سے ۱۹۲۹ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔[۳۸]

اس کتاب کا جو نسخہ راقم سطور کے زیر مطالعہ ہے وہ بھی محبّ الدین خطیب کی نگرانی میں المطبعۃ السلفیۃ، مصر سے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں طبع ہوا ہے۔ یہ بھی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی فہرستیں ڈاکٹر یوسف المرعشلی نے فہارس علل حدیث کے نام سے تیار کی ہیں۔ یہ ۲۷۹ صفحات پر مشتمل ہے اور دار الباز، عباس احمد الباز مکۃ المکرّمۃ سے جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ/ جنوری ۱۹۸۶ء میں چھپی ہے۔ اس کتاب کا ایک محقق نسخہ ڈاکٹر سعد بن عبداللہ الحمید اور ڈاکٹر خالد بن عبدالرحمان الجريسي کی تحقیق کے ساتھ، مکتبۃ الملک فھد الوطنیۃ سے محرم ۱۴۲۷ھ/ فروری ۲۰۰۶ء میں چھپا ہے۔ یہ نسخہ فہارس سمیت ۲۱۶۵ صفحات پر مشتمل ہے اور یک جا مجلد ہے۔ اور اس کی فہارس ۳۳۲ صفحات پر محیط ہیں۔ ایک اور نسخہ ڈاکٹر رفعت فوزی عبدالمطلب اور ڈاکٹر علی عبدالباسط مزید کی تحقیق و تخریج سے مزین ہے۔ یہ نسخہ ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں مکتبۃ الخانجی، قاہرہ سے (فہارس سمیت ۲۳۱۸ صفحات پر مشتمل) تین جلدوں میں طبع ہوا ہے۔ اس کی فہارس دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کتاب کے یہ چاروں نسخے جامعۃ العلوم الاثریہ، منٹگمری بازار فیصل آباد کی لائبریری میں موجود ہیں۔

کتاب العلل کا مطالعہ

ابن ابی حاتم کی کتاب العلل کا ذکر حافظ ابو یعلیٰ خلیلی، حافظ ابن کثیر، حافظ ذہبی اور خیر الدین زرکلی نے کیا ہے۔[۳۹]

قدیم نسخے

اس کتاب کے چند قلمی نسخوں کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ ان کے علاوہ چند اور قدیم نسخوں کا سراغ ملتا ہے: ایک نسخہ علامہ محقق احمد تیمور بادشاہ کی لائبریری میں (نمبر ۱۳۵ حدیث کے تحت) موجود ہے جو ۲۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں۔ اس کی کتابت

دمشق میں ۲۷ رجب ۶۱۵ھ کو مکمل ہوئی تھی۔[۴۰]

دوسرا نسخہ دار الکتب المصریّۃ میں (نمبر ۹۰۸ حدیث کے تحت) موجود ہے۔ یہ بڑی تقطیع کی ایک جلد پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں ہیں۔ اسے جگہ جگہ سے دیمک نے چاٹ رکھا ہے۔ اس کے آخر میں کوئی تاریخ مرقوم نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نسخوں میں سے ایک، دوسرے سے نقل کیا ہوا ہے، کیونکہ کتاب کی جو غلطی ایک نسخے میں ہے وہی دوسرے نسخے میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس کتاب کی طباعت میں مذکورہ دونوں قلمی نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔ چنانچہ کتاب کے محشی علامہ محبّ الدین الخطیب فرماتے ہیں کہ میں نے جہاں بھی تصحیح کی ضرورت محسوس کی، وہاں حاشیہ میں اس مرجع کی طرف اشارہ کر دیا ہے، جس پر تصحیح کے سلسلہ میں اعتماد کیا ہے۔[۴۱]

یہ کتاب پہلی دفعہ المکتبۃ السلفیۃ قاہرہ نے ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۴۲ء میں طبع کرا کر شائع کی۔ یہ کتاب ۲۸۴۰/ احادیث پر مشتمل ہے۔

سندِ کتاب

ابن ابی حاتم سے ان کے تلامذہ: حسین بن علی حسینک تمیمی، ابوشیخ ابن حبان، علی بن عبدالعزیز، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن اسد فقیہ وغیرہ نے بلا واسطہ اسے روایت کیا ہے۔[۴۲]

طریقۂ تالیف

امام سبکی کا بیان ہے کہ ابو یعلی خلیلی نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ رازی اور اپنے والد گرامی ابوحاتم کا علم حاصل کیا اور علوم ومعرفۃ الرجال میں بحرِ بےکراں بن گئے۔[۴۳] اس کتاب کے مطالعہ سے اس کا مکمل یقین ہو جاتا ہے، کیونکہ آپ کہیں سألت أبی، سألت أبا زرعة اور سألت أبی و أبا زرعة کے الفاظ ذکر کرتے ہیں اور کہیں سمعت أبی، سمعت أبا زرعة اور قالا جیسے الفاظ لاتے ہیں۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے علوم الروایۃ اور معرفۃ الفن کی جمع و

تدوین کی۔ اس کا ثبوت آپ کی مفید کتب ہیں، جیسے کتاب الجرح والتعدیل، التفسیر الکبیر اور کتاب العلل۔[۴۴]

اس سے یہ بات واضح ہے کہ آپ نے علل الحدیث کو خود مرتب کیا۔ آپ نے اس کی ترتیب فقہی ابواب کے اعتبار سے کی اور اس کتاب میں مذکورہ احادیث کی عِلَلِ خَفِیَّہ کا خوب انکشاف کیا، حدیث کا انقطاع و ارسال واضح کر دیا، نیز حدیث کا منکر و موضوع اور ضعیف ہونا کھول کر بیان کیا۔ مثلاً ایک حدیث کے بارے فرماتے ہیں ''**أبی یقول هذا حدیث منکر**'' (۲۱۰/۱)۔ ''**أبی یقول مروان بن سالم منکر الحدیث ضعیف جدًا**'' (۲۱۱/۱)

ایک جگہ فرماتے ہیں ''**و نفس الحدیث کأنه موضوع**'' (۱۰۶/۱)

چونکہ یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی گئی ہے، اس لیے دیگر کتب علل کی نسبت اس میں کوئی حدیث بہ آسانی تلاش کی جاسکتی ہے۔ لیکن پھر بھی تفصیلی فہرست نہ ہونے کے سبب بسااوقات کوئی حدیث تلاش کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔

کتاب کے مآخذ

عبدالرحمان بن ابی حاتم نے اپنی کتاب **علل الحدیث** میں اپنے والد گرامی ابوحاتم رازی (م ۲۷۷ھ/ ۸۹۰ء) اور اپنے شیخ محترم ابوزرعہ رازی (م ۲۶۴ھ/ ۸۷۸ء) کے وہ جوابات جمع کیے ہیں جو انہوں نے اپنے سوالات کے حل کے سلسلہ میں، یا کسی اور کے اپنے سوالات کے حل کے بارے میں ان دونوں ماہرفن اساتذہ سے سنے تھے اور بعض دیگر اساتذہ سے بھی آپ عِلَل کے بارے سوالات کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ابن ابی حاتم کی کتاب علل الحدیث کا ماخذ ابوحاتم رازی اور ابوزرعہ رازی وغیرہ کے جوابات ہیں۔

ابن ابی حاتم کا اسلوب

ابن ابی حاتم تعلیل حدیث میں اپنے والدِ گرامی ابوحاتم، اور شیخ ابوزرعہ رازی کے

جوابات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بعض دفعہ خود سوال کرتے ہیں اور بعض دفعہ ان کی موجودگی میں کوئی اور شخص حدیث یا راوی کے بارے سوال کرتا ہے، تو جواباً جو کچھ ابوزرعہ رازی یا ابوحاتم رازی بیان کرتے ہیں، ابن ابی حاتم تعلیل حدیث کے لیے اس جواب پر بھروسہ کرتے ہیں۔
ابن ابی حاتم ایک موقع پر خود بیان کرتے ہیں:

سألت أبی عن حديث رواه عبدالسلام بن حرب بن عبدالله بن بشر عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن عثمان بن عفان عن أبی بكر عن النبی صلی الله عليه وسلم قال "سألته عن نجاة هذا الأمر قال: هو الكلمة التی عرضتها علی عمّی فردّها (۱/۱۵۲، حدیث: ۱۹۵۰)

میں نے اپنے والد گرامی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جسے عبدالسلام بن حرب بن عبداللہ بن بشر نے زہری عن سعید بن مسیّب عن عثمان بن عفان عن ابی بکر کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ (ابوبکر) کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے اس امر کی نجات کے بارے سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ کلمہ ہے جسے میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تو انھوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے (جواباً) کہا: "اسے عقیل نے زہری سے روایت کیا۔ زہری نے کہا کہ مجھے انصار میں سے ایک شخص نے خبر دی کہ عثمانؓ ابوبکرؓ کے پاس سے گزرے۔" میرے والد گرامی نے فرمایا کہ عقیل کی حدیث (صحیح کے) زیادہ مشابہ ہے۔
پھر ابن ابی حاتم اس حدیث کو دہراتے ہوئے، ابوزرعہ کا یہ کلام نقل کرتے ہیں:

> "میں نے ابوزرعہ سے سنا، انھوں نے یہ حدیث بیان کی، پھر فرمایا: اس روایت کے راویوں میں سعید بن مسیّب کا نام لینا غلط ہے، جب کہ درست حدیث تو عقیل اور یونس کی اور اس کی ہے جس نے زہری سے روایت کرنے میں ان دونوں کی متابعت کی۔ (زہری نے) کہا: "مجھے ایسے شخص نے، جسے میں متّہم نہیں گردانتا، ایک انصاری شخص سے (سن کر) اس (انصاری) نے عثمانؓ سے (سن کر) خبر دی، ان (سب) کی صالح بن کیسان نے موافقت

کی ہے، مگر اس نے سند سے ایک شخص کو چھوڑ دیا ہے۔" (۱۵۹/۲، حدیث: ۱۹۷۰)

ابوزرعہ اورابوحاتم کا اسلوب

چونکہ ابن ابی حاتم کی کتاب العلل میں ابوزرعہ اور ابوحاتم کی معرفت عِلَل کا رنگ جھلکتا ہے، اس لئے ان دونوں اماموں کا اسلوبِ تعلیل پیش کیا جاتا ہے۔ اس منہج کو درج ذیل مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۱۔ بعض دفعہ ابوزرعہ پر حدیث کے مختلف طرق پیش کیے جاتے تو وہ ان میں سے ایک کو دوسرے تمام طرق پر 'حدیث فلان اصح' کہہ کر ترجیح دیتے تھے۔ مثلاً ابن ابی حاتم کہتے ہیں:

"سُئِل ابوزرعة عن حديث رواه هشيم و سفيان بن حسين و روى احمد بن يونس عن ابى عوانة كلهم عن ابى بشر جعفر بن ابى وحشية عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير انه قال انا اعلم الناس بوقت صلاة العشاء كان يصليها بعد سقوط القمر ليلة الثالثة مِن اوّل الشهر و روى مسدد عن ابى عوانة عن ابى بشر عن بشير بن ثابت عن حبيب بن سالم عن النعمان عن النبى ﷺ قال ابو زرعة حديث بشير بن ثابت اصح" (۷۶/۱-۷۷)

۲۔ کبھی حدیث کو مرسل ہونے کے ساتھ معلّل قرار دیتے ہیں۔ ان کے سامنے حدیث متصل پیش کی جاتی ہے تو فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث متصل نہیں، اس کا مرسل ہونا درست ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

"سئل ابوزرعة عن حديث رواه اسماعيل بن عياش عن ابن جريج عن ابن ابى مليكة عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: اذاقاء احدكم فى صلاتهٖ او رعف او قلس فلينصرف

و لیتوضأ ثم یبنی علی ما مضٰی من صلاتہٖ مالم یتکلمُ، قال ابوزرعة هذا خطأ. الصحیح عن ابن جریج عن ابیه عن ابن ابی ملیکة عن النبی ﷺ مرسل'' (۱/ ۱۷۹، حدیث: ۵۱۲)

۳۔ کبھی ابوزرعہ حدیث کو معلّل قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں 'وَهِم فیه فلان' یا 'الوهم من فلان' مثلاً ابن ابی حاتم حدیث نمبر ۷ کے آخر میں کہتے ہیں:

''قال ابوزرعة هذا خطأ، انما هو الاعمش عن عبد الملک بن میسرة عن النزال عن علی عن النبی ﷺ'' ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا کہ وہم کس سے ہوا ہے؟ ابوزرعہ نے فرمایا: طفاوی سے۔ میں نے کہا: طفاوی کا کیا حال ہے؟ فرمایا: صدوق الا انه یهم احیانًا'' (۱/ ۱۲-۱۳) ''وہ سچے ہیں، لیکن کبھی انھیں وہم ہوجاتا ہے۔)

۴۔ ابوزرعہ کبھی حدیث کی علّت هذا حدیث منکر کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ (۱/ ۱۹۴، حدیث: ۵۵۷)

۵۔ کبھی حدیث کی علّت اخطأ فیه فلان کہہ کر واضح کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی حدیث کے آخر میں کہتے ہیں: ''اخطأ فیه قبیصة'' (۱/ ۱۱)

۶۔ کبھی کسی حدیث کا مرفوع ہونا معلول ہوتا ہے، اصل میں وہ حدیث موقوف ہوتی ہے، تو فرماتے ہیں: ''والصحیح موقوف''۔ (۱/ ۲۲۳، حدیث: ۶۴۷)

۷۔ کبھی حدیث کی علّت ''لَیسَ بِقَوِیٍّ'' کہہ کر واضح فرماتے ہیں۔ (۱/ ۲۴، حدیث: ۳۶)

۸۔ کبھی کسی شخص کو مضطرب الحدیث کہہ کر اس کی حدیث کو معلول قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حدیث نمبر ۱۴ کے بارے فرماتے ہیں: ''لیث لا یشتغل به فی حدیثه مثل ذی کثیر هو مضطرب الحدیث'' (۱/ ۱۶)

۹۔ بعض دفعہ کسی حدیث کو معلول ثابت کرنے کے لئے حدیث کے راوی کو 'ضعیف الحدیث' یا 'واهی الحدیث' کہتے ہیں۔ مثلاً: حدیث نمبر ۳۴۷ کے ایک راوی

کے بارے ابوحاتم اور ابوزرعہ دونوں فرماتے ہیں: ''و ابو جزی ضعیف الحدیث''(۱/۲۵۲)

اسی طرح حدیث نمبر ۲۰۹۰ کے آخر میں ابوزرعہ فرماتے ہیں:

''و جمیعه' ضعیف الحدیث، و اهی الحدیث و عبداللّٰه بن الحارث عن ابن مسعود مرسل''(۲/۲۰۰)

۱۰۔ امام ابوحاتم بعض دفعہ کسی راوی کی حدیث کو معلّل قرار دیتے ہوئے اس کے لیے متروک الحدیث کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں: ''العلاء ضعیف الحدیث متروک الحدیث ''(۲/۴۳۹)

۱۱۔ بعض دفعہ ابوزرعہ کسی حدیث کی علّت یوں بیان کرتے ہیں: ''هذا حدیث باطل فامتنع ان یحدَّث بِهٖ'' (۱/۴۷۹)

۱۲۔ بعض دفعہ ابوزرعہ کے سامنے ایک حدیث کے کئی طرق ذکر کیے جاتے ہیں تو وہ ''حدیث فلانٍ اشبه '' کہہ کر کسی ایک طریق کو راجح قرار دے دیتے ہیں، مثلاً ایک موقع پر انھوں نے کہا: ''حدیث شعبة اشبه''(۱/۱۱)

۱۳۔ ابوزرعہ بعض دفعہ کسی حدیث کو معلّل قرار دیتے ہوئے ''حدیث واهٍ، هو متروک الحدیث، هو ضعیف الحدیث '' کہہ دیتے ہیں۔(۱/۴۵)

۱۴۔ ابوزرعہ بعض دفعہ ''الحدیث حدیث فلان '' کہہ کر اس حدیث کے مقابلہ میں دوسری حدیث یا حدیثوں کو معلل قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں: ''الحدیث حدیث حماد و زید بن انیسة''(۱/۱۸۴-۱۸۵)

۱۵۔ بعض دفعہ اس حدیث کو معلّل قرار دیتے ہیں جس کا متن تو صحیح ہوتا ہے، لیکن اس کی سند کسی اور حدیث کی ہوتی ہے، مثلاً ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

''سألت ابا زرعة عن حدیث رواه ابراهیم بن عبدالملک عن قتادة عن انس ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یغتسل بالصاع و یتوضأ بالمدّ. قال ابو زرعة: هذا خطأ، انما هو قتادة عن صفیة بنت شیبة عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه علیه و سلم''(۱/۱۲)

اس حدیث کے ساتھ 'عن قتادة عن انس' سند لگا دی گئی ہے، جب کہ اس کی اصل سند 'قتادة عن صفية عن عائشة' ہے۔

۱۶۔ امام ابو حاتم بعض دفعہ کسی حدیث کو معلول قرار دیتے ہوئے یوں فرماتے: ''كَانَ سَاءَ حفظُه، فَغَلَطَ فِيهِ''(۱/۲۳۰) ''حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے ان سے غلطی ہوئی ہے''۔

ابن ابی حاتم کی کتاب سے ان کے والد ابو حاتم اور شیخ ابو زرعہ کے ذریعے حدیث کو معلول قرار دینے کی چند اور مثالیں ملاحظہ کیجیے:

۱۷- قال ابو زرعة: اضربوا على هذا الحديث، فانه اشبه موضوع. قال ابو زرعة: و محمد بن غزوان الدمشقي منكر الحديث (۱/ ۷۸)

۱۸۔ سألتُ ابی عن حديث رواه عون بن سلام، قال ابی: هذا حديث باطل (۲/ ۱۰۱)

۱۹۔ سمعت ابی، و ذكر حديثا رواه محمد بن سعيد بن زياد الاثرم عن همام...... قال ابی: هذا حديث منكر جدا، و محمد بن الاثرم لين الحديث (۲/ ۲۶۶)

۲۰۔ سمعت ابا زرعة يقول: حديث ابی فزارة ليس بصحيح، و ابوزيد مجهول (۱/ ۱۷)

۲۱۔ قال ابو زرعة: هذا الحديث ليس بمحفوظ، و الصحيح سالم عن أبيه عن النبی صلى الله عليه وسلم (۱/۳۹۲)

۲۲۔سألتُ ابی...... قال ابی: الصحيح موقوف، الحفاظ لا يعرفونه' (۲/ ۱۷۱)

۲۳۔ فقال ابی: هذا حديث منكر، و الحربيش شيخ لا يحتج بحديثه (۱/ ۴۷)

۲۴۔ قال ابو زرعة: الصحيح عندنا حديث غندر (۱/ ۲۶۱) یہ کہہ کر اس

کے مقابل حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

۲۵۔ قال ابی ھذا حدیث منکر، و ابو بشر لا اعرفه (۲۱۱/۱)

۲۶- قال ابی: عبدالرحمٰن ھٰذا شیخ مدنی مضطرب الحدیث (۳۵۲/۱)

۲۷۔ قال ابی: مروان بن سالم منکر الحدیث ضعیف جدًّا‘‘ (۲۱۱/۱)

ان مذکورہ بالا تمام احادیث کے مطالعہ سے ابن ابی حاتم کے اسلوب تعلیل حدیث سے مکمل آگاہی حاصل ہوجاتی ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی، بیروت: ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۸ء: ص ۸۲۹/۳

۲۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت: ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۲۶۳/۱۳

۳۔ تاج الدین سبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تحقیق: محمود محمد طناحی، عبدالفتاح محمد جلو، دار احیاء العربیۃ، عیسیٰ البابی الحلبی، سن ندارد، ص ۳۲۵/۳

۴۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۶۶/۱۳

۵۔ حوالہ سابق، ۲۶۴/۱۳

۶۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ۳۲۴/۳

۷۔ تذکرۃ الحفاظ، ۸۲۹/۳

۸۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۶۴/۱۳، ۲۶۳

۹۔ حوالہ سابق، ۲۶۴/۱۳؛ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ۳۲۵/۳

۱۰۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ۳۲۵/۳

۱۱۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار احیاء الکتب العربیۃ، عیسیٰ البابی، مصر، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء، ۵۸۷، ۸۸

۱۲۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۶۷/۱۳

۱۳۔ حوالہ سابق

۱۴۔ حوالہ سابق

۱۵۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، دارالفکر، بیروت: سن ندارد، ۱۱/۱۹۱

۱۶۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۲۶۹

۱۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۲۶۴؛ تذکرۃ الحفاظ، ۳/۸۳۰؛ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت: ۱۴۰۰ھ/۱۹۷۹ء: ص۵۳

۱۸۔ فواد سزگین، تاریخ التراث العربی، مترجم: محمد فہمی حجازی، جلد اول، جزء اول، علوم القرآن و الحدیث، طبع سعودی عرب، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ۱/۳۵۴

۱۹۔ حوالہ سابق، ص۳۵۵

۲۰۔ تذکرۃ الحفاظ، ۳/۸۳۰

۲۱۔ الکتانی، الرسالۃ المستطرفۃ، ص۳۰؛ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۲۶۴

۲۲۔ سیر اعلام النبلاء، ص۱۳/۲۶۴؛ تذکرۃ الحفاظ، ۳/۸۳۰

۲۳۔ تاریخ التراث العربی، ۱/۳۵۳

۲۴۔ الکتانی، الرسالۃ المستطرفۃ، ص۶۴؛ خیر الدین الزرکلی، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۳/۳۲۴

۲۵۔ تاریخ التراث العربی، ۱/۳۵۴

۲۶۔ الزرکلی، الاعلام، ۳/۳۲۴

۲۷۔ تاریخ التراث العربی، ۱/۳۵۴

۲۸۔ حوالہ سابق

۲۹۔ سیر اعلام النبلا، ۱۳/۲۶۵

۳۰۔ تاریخ التراث العربی، ۱/۳۵۴

۳۱۔ الرسالۃ المستطرفۃ، ص۵۳

۳۲۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۲۶۴

۳۳۔ تذکرۃ الحفاظ،۸۳۰/۳؛ الرسالۃ المستطرفۃ: ص۹۰

۳۴۔ تاریخ التراث العربی، ۳۵۴/۱ ۳۵۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۶۵/۱۳

۳۶۔ تاریخ التراث العربی، ۳۵۴/۱ ۳۷۔ حوالہ سابق، ۳۵۳/۱

۳۸۔ حوالہ سابق، ۳۵۴/۱، ۳۵۳

۳۹۔ ابویعلیٰ خلیلی، الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، مکتبۃ الرشد، الریاض: ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، ۶۸۳/۲؛ ابن کثیر، اختصار علوم الحدیث، ص۶۴ اور البدایۃ والنھایۃ، ۱۹۱/۱۱، ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۵۸۸/۲؛ الزرکلی، الاعلام، ۳۲۴/۳

۴۰۔ ابن ابی حاتم، علل الحدیث، المطبعۃ السلفیۃ، مصر، ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۴ء، ۳/۱

۴۱۔ حوالہ سابق ۴۲۔ حوالہ سابق، ۵/۱

۴۳۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ۳۲۵/۳

۴۴۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۵۸۷،۸۸/۲

مذہب کا اسلامی تصور

مولانا سلطان احمد اصلاحی

اس کتاب میں معاملاتِ دنیا سے مذہب کی بے دخلی کے تصور کو اس کے خاص تاریخی تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ چرچ کے ناقابلِ بیان مظالم کے نتیجے میں یورپ میں چرچ اور اسٹیٹ کی علیحدگی اور مسیحیت سے بے زاری کے ساتھ خود مذہب سے بے زاری پیدا ہوگئی تھی۔ دوسرے باب میں قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلام کے مطلوبہ تصوّرِ مذہب کو پورے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

آفسیٹ کی عمدہ طباعت، صفحات: ۵۹۱ قیمت =/۱۰۰ روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ - ۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵